



مذہبی اقلیتوں کے لیے ملازمتوں میں کوٹہ

== ادارہ برائے سماجی انصاف کا موقف ==

پس منظر

ہندوستان میں تاج برطانیہ کے دور حکومت 1882 میں ہنٹر کمیشن کی جانب سے تعینات مہاتما جیوتی راؤ پھولے نے پسماندہ طبقات کے لیے مفت و لازمی تعلیم اور متناسب نمائندگی کا خیال پیش کیا جبکہ کوہلہ پور کے مہاراجہ چتراپتی ساہو نے 1901 میں سرکاری ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم رائج کیا جس کا مقصد نچلے طبقے کی غربت کم کرنا اور ریاست کے نظام میں ان کی شمولیت کو یقینی بنانا تھا۔ 1902 میں پہلا سرکاری حکم نامہ جاری ہوا جس کے مطابق ریاست کوہلہ پور میں غربا اور پسماندہ افراد کے لیے 50 فیصد کوٹہ رکھا گیا۔ صوبہ مدراس میں 1921 میں مسلمانوں، مقامی مسیحیوں اور شیڈ یولڈ کاسٹ وغیرہ کے لیے سرکاری ملازمتوں میں کوٹہ مختص کیا۔ 1932 میں ڈاکٹر امبیڈکار نے پسماندہ افراد کے لیے اصطلاح (شور) کی بجائے "شیڈ یولڈ کاسٹ" کے حق میں رائے دی جو کہ بعد میں بھارتی آئین کا حصہ بنی۔ بھارت میں وفاقی سطح پر 2012-13 کے دوران 7.37 فیصد جبکہ 2014-15 کے دوران 8.71 فیصد سرکاری ملازمتوں پر اقلیتی برادریوں سے تعلق رکھنے والے افراد تعینات تھے۔ اقلیتوں کی سماجی و مالی پسماندگی دور کرنے کے لیے بھارت میں 15 فی صد کوٹہ مختص ہے۔

بنگلہ دیش میں 1972 سے پسماندہ اور محروم طبقے کو مناسب نمائندگی دینے کے لیے ملازمت کوٹہ مختص کیا گیا۔ 2004ء میں حکومت نیپال نے عورتوں اور پسماندہ افراد کے لیے ملازمت کوٹہ متعارف کروایا۔ چین اور یورپی ممالک مثلاً جرمنی، فرانس، اٹلی اور سپین میں بھی ملازمت کوٹہ رکھا جاتا رہا تا کہ اقلیتوں کی ملازمت تک رسائی ممکن بنائی جاسکے۔ دستور پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 36 میں اقلیتوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ، ان کی وفاق اور صوبائی سطح پر ملازمتوں میں نمائندگی کو ممکن و لازم بنانے کی ضمانت دی گئی ہے۔

1999 سے 2006 تک اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے ساتھ ایک ذیلی کمیشن کام کرتا رہا جس کا بنیادی مقصد دنیا بھر کی اقلیتوں کے حقوق کا موثر نفاذ تھا۔

مندرجہ بالا حقائق ثابت کرتے ہیں کہ دنیا کے کئی ممالک شہریوں بالخصوص محروم طبقات کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے کوٹہ سسٹم کا استعمال کرتے ہیں۔ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ کوٹہ سسٹم کے تحت حکومت پاکستان نے کیا اقدامات کئے اور کہاں تک وہ اس میں کامیاب رہے۔ اگر ناکام رہے تو اس کے پیچھے کیا محرکات تھے اور ان مشکلات کا سدباب کرنے کے لیے کن باتوں پر دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

یہ بھی درست کہ پسماندگی اور امتیازات کے باوجود اقلیتی افراد نے علوم و فنون کے مختلف شعبوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا جن میں سرکاری ادارے بشمول دفاع، صحت، فنون لطیفہ، تعلیم اور کھیل شامل ہیں۔ اقلیتوں نے قومی زندگی میں مثبت کردار ادا کیا لہذا سرکاری اعزازات کے حقدار قرار پائے۔

کوٹہ سسٹم کے تحت اقدامات

- وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز گلیمنٹ بھٹی کی کاوش سے وفاقی حکومت نے 2009ء میں نوٹیفکیشن جاری کیا جس کے تحت اقلیتی افراد کی سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں ملازمت کے لیے 5 فیصد کوٹہ مقرر کیا گیا اور اہلیت کے حامل امیدوار کی عدم موجودگی کی صورت میں آسامی کو اس وقت تک خالی تصور کرنے کی شرط رکھی گئی جب تک کہ اہل اقلیتی امیدوار کی تقرری عمل میں نہ آجائے۔
- 2010ء میں صوبائی حکومتوں نے اقلیتی افراد کے لیے سرکاری آسامیوں میں 3 سے 5 فیصد ملازمت کوٹے کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔

عمل درآمد میں مشکلات

1۔ وفاقی حکومت کی جانب سے جاری کردہ سالانہ شماریاتی لیٹن کے مطابق 14-2013 کے دوران وفاقی سرکاری اداروں میں کل 444,521 آسامیوں کے مقابلے صرف 2.3 فیصد یعنی کہ 10,086 پر اقلیتی افراد تعینات تھے جن میں مسیحی 9,027، ہندو 832، احمدی 201، سکھ 4 اور 21 دیگر تھے۔ 11-2010 کے دوران وفاقی حکومت کے زیر انتظام سرکاری اداروں میں کل 449,964 آسامیوں کے مقابلے صرف 11,521 اقلیتی افراد کو تعینات کیا گیا جو کہ کل آسامیوں کا صرف 2.6 فیصد تھیں یعنی 5 فیصد کوٹہ کا ہدف پورا نہ ہو سکا ان میں 2.6 ملازمتوں کا 81 فیصد گریڈ 1-5 اور 16.5 فیصد گریڈ 6-16 میں دی گئی تھیں۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوٹہ سسٹم کے نفاذ کے کئی سال بعد بھی اقلیتوں کی اعلیٰ ملازمتوں تک رسائی مقررہ ہدف سے کہیں کم ہے۔

2۔ وفاقی وزارت برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی نے 18-2017 میں (پرائمری تا پروفیشنل سطح تک) صوبائی سطح پر اقلیتی طالب علموں کے لیے سکالرشپ کا اعلان کیا تاہم اس بارے میں کوئی معلومات عام نہیں کی گئیں جن سے پتہ چلے کہ کتنے طالب علم اس سے مستفید ہو سکے۔

3۔ خیبر پختونخوا میں پبلک سروس کمیشن کی ملازمت کے لیے انٹرویو کے دوران ایک امیدوار سے کچھ ایسے غیر متعلقہ سوالات پوچھے گئے جن کا اس آسامی یا مضمون سے کوئی تعلق نہیں تھا مثلاً یورپ میں لوگ زیادہ شراب کا استعمال کیوں کرتے ہیں؟ لہذا اگر کوئی شخص اعلیٰ تعلیم حاصل کر بھی لیتا ہے تو اسے دوران انٹرویو غیر متعلقہ سوالات کی ذہنی اذیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

4۔ معاشرہ میں مذہبی تعصب کی وجہ سے اشتہارات، انٹرویوز اور تقرری جیسے مراحل اقلیتی افراد کے لیے مشکل ثابت ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض اقلیتی افراد سرکاری ملازمت کا رخ کرنے سے کتراتے ہیں۔

5۔ حکومت نے 52 اداروں میں اقلیتوں کے لیے آسامیاں مختص کیں جن میں سے 70 فیصد (8,126) آسامیاں خالی رہیں نیز آسامیوں کو پُر کرنے کے لیے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔

مقرر کردہ 70 فیصد سرکاری آسامیوں کے خالی رہ جانے کی وجہ مطلوبہ اہلیت کے حامل اقلیتی امیدوار کا نہ ہونا، متعصبانہ رویہ اور سرکاری اداروں کی عدم دلچسپی ہے جس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس پالیسی کی ضرورت تھی تو اس کی کامیابی و ناکامی کی نگرانی بھی کسی ادارے کی ذمہ داری ہونی چاہیے یا نہیں اور اس کے اطلاق میں پیش آنے والی مشکلات کی طرف ارباب اختیار کی نظر ہے یا نہیں؟

کوٹہ سسٹم کی ناکامی کی وجوہات

● حکومت کی جانب سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے علاوہ کوئی واضح پالیسی مرتب نہیں کی گئی۔ کوٹہ پالیسی کی قانونی بنیاد کمزور ہے کیونکہ اس کا انحصار قانون سازی کی بجائے احکامات پر ہے۔ کوٹہ پر عمل درآمد کی نگرانی اور شکایات کے ازالے کے لیے انتظامی ادارہ کی غیر موجودگی سے عملی دشواریاں پیدا ہوئی ہیں اور کوٹہ جیسی سہولت کے مثبت نتائج برآمد نہیں ہوئے۔

● کسی ریگولیٹری اتھارٹی (ادارے) کی تشکیل عمل میں نہیں لائی گئی جو اس کے اطلاق میں پیش آنے والی مشکلات کا سدباب کر سکے۔

● سرکاری اداروں میں آسامیوں پر بھرتی کے لیے امتیازات پر مبنی اشتہارات (خاکروب کے لیے اقلیتی امیدوار کی شرط) کا سلسلہ جاری ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے سرکاری اداروں میں مذہبی اقلیتوں کے لیے ملازمتوں کے مواقع بڑھانے اور ملازمتوں میں امتیازی سلوک کے خاتمے پر توجہ نہیں دی۔

● 19 جون 2014 کے عدالتی فیصلہ پر عمل درآمد سے متعلق سماعتوں (ستمبر 2014ء - اکتوبر 2015ء) کے دوران سپریم کورٹ میں مزید شکایات بھی درج کروائی گئیں لیکن عدالت کے احکامات کے باوجود صوبائی اور وفاقی حکومتیں ملازمت کے کوٹے سے متعلق ریکارڈ یا اعداد و شمار پیش کرنے میں ناکام رہیں۔

● بعض دفعہ سرکاری ملازمت کے لیے آسامیوں کا اعلان اس انداز سے کیا جاتا ہے (20 سے کم) کہ اس میں ایک بھی اقلیتی نشست کا جواز نہ بنے۔

● مواقع تک رسائی نہ ہونے کی ایک وجہ تعلیم کی کمی ہے 1998 میں افراد شہری کے وقت پاکستان میں خواندگی کی مجموعی شرح 45 فیصد جبکہ مسیحی آبادی میں 34 فیصد، ہندوؤں میں 19 فیصد اور دیگر ذاتوں میں 17 فیصد تھی۔ تعلیمی استعداد یا اہلیت کے حامل امیدوار نہیں ہوں گے تو کوٹہ سسٹم کیسے کارآمد ہوگا؟

● بعض اشتہارات میں سرکاری آسامیوں میں اقلیتی کوٹہ کا ذکر نہیں ہوتا جس کے باعث اس پر عملدرآمد بھی نہیں ہوتا۔

● بین الاقوامی معاہدات بشمول نسلی امتیاز کے خاتمہ کے معاہدہ (CERD) پر نگران کمیٹی کے سرکاری اداروں بالخصوص سول سروس، عدلیہ اور وزارت خارجہ میں مذہبی اقلیتوں کی نمائندگی سے متعلق سفارشات پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔

حاصل بحث

اقلیتوں کے لیے 5 فیصد ملازمت کوٹہ کا اجرا ایک قابل تحسین اقدام ہے مگر اس پر عمل درآمد اتنا سہل نہیں جتنا سمجھا گیا۔ 5 فیصد کوٹے کے باوجود 70 فیصد آسامیوں کا خالی رہ جانا اور اقلیتی افراد کی عدم تقرری دو باتوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ اول یہ کہ قومی دھارے میں اقلیتوں کو برابر شریک کرنا، عوام الناس خاص طور پر ارباب اختیار کی آمدگی سے مشروط ہے نیز فیصلہ ساز افراد سب شہریوں کو بلا امتیاز رنگ، نسل، ذات اور مذہب بالخصوص اقلیتوں (محروم طبقے) کے حقوق کے تحفظ و احترام کو ممکن بنائیں۔ اس کے لیے اشد ضروری ہے کہ کچھ ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

ادارہ برائے سماجی انصاف ذیل میں چند سفارشات پیش کرتا ہے۔

سفارشات

- ملازمت کوٹہ کے لیے واضح پالیسی اور قانون مرتب کیا جائے لہذا انتظامی حکم نامہ (نوٹیفکیشن) پر انحصار کرنا غلطی ہوگی۔
- ملازمت کوٹہ کے بہتر نفاذ، نگرانی اور شکایات کے ازالہ کے لیے انتظامی ادارہ کا اطلاق ہر حکومتی سطح پر موجود شعبے میں ہو اور ملازمت کوٹہ ریگولیٹری اتھارٹی (ادارے) کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ عمل درآمد کی نگرانی کی جاسکے۔
- اقلیتی طالب علموں کے لیے کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کوٹہ سسٹم اور سکالرشپ اسکیم متعارف کروائی جائے تاکہ وہ بعد ازاں ملازمت کوٹہ سے مستفید ہوسکیں۔
- 19 جون 2014 کے عدالت عظمیٰ کے فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے وفاقی و صوبائی حکومتیں ملازمتوں میں اقلیتی کوٹے پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں نیز اس کی سالانہ رپورٹ جاری کریں۔
- سرکاری اداروں میں تقرریوں کے لیے مذہبی امتیازات پر مبنی اشتہارات کا سد باب کیا جائے۔
- عارضی ملازمین کو مستقل کیا جائے جو یومیہ اجرت یا پھر عارضی معاہدے کے تحت سرکاری اداروں میں کام کر رہے ہیں۔
- اقوام متحدہ کے نسلی امتیازات کے خاتمے کے معاہدے (CERD) پر نگران کمیٹی کی سفارشات (اکتوبر 2016) کو پالیسی کا حصہ بنایا جائے۔

از: پیٹر جیکب / کلثوم صادق

حوالہ جات

- 1: <http://www.realityviews.in/2010/03/reservation-in-india-brief-history.html>
- 2: the Indian Express, February 22, 2016, Shyamlal Yadav
- 3: A/HRC/WG.6/27/IND/1
- 4: Annual statistical bulletin of federal government employees 2013-14
- 5: The News, May 29, 2009
- 6: CERD/c/pak/co/21/23
- 7: When Compliance Fails Justice, CSJ, 2016
- 8: Photo Courtesy: Public Health Learning Network, USA

ادارہ برائے سماجی انصاف

E-58، جلی نمبر 8، آفیسرز کالونی، والٹن روڈ، کینٹ، لاہور



فون نمبر: 042-36661322
ای میل: info@csjpak.org
ویب سائٹ: www.csjpak.org
فیس بک: Centre for Social Justice
ٹویٹر: @csjpak